گلدستہ دامن بہار

بابت ماہ اگست سنہ ۱۸۹۳ء

عاشقان سخن کو مژدہ ہو کہ دامن بہار بفضل پروردگار ہر ماہ انگریزی میں ایکبار چھپکر شایع ہوتا ہے جن صاحبوں کی خدمت میں یہ پرچہ پہونچے وہ براہ مہربانی خریداری سے مطلع فرمائیں تا اونکے نامی اسم انکا درج رجسٹر خریداران کیا جائے اور شعرائے نازک خیال کی خدمت میں عرض ہے کہ غزلیں اپنی اپنی [illegible] تاریخ تک ہر مہینے میں مع پتہ ونشان بخط صاف ارسال فرمائیں تاکہ آسانی سے چھپ جائیں ورنہ درج گلدستہ ہونگی غزل اور پتہ ونام شاعر وتخلص نہایت صاف ہونا چاہئے تاکہ غلطی واقع نہو قیمت اس پرچہ کی جو بالتفصیل مندرجہ نقشہ ذیل ہے اور جن صاحبوں کو صرف ایک پرچہ گلدستہ کا لینا منظور ہو وہ تین آنہ عنایت فرمائیں جو صاحب غیر طرح غزلیں چھپوانا چاہینگے اونسے فی شعر تین آنہ لئے جاوینگے ایک فہرست عمدہ اشیا اور کتابوں کی اس گلدستہ کے ساتھ ہے جن صاحبوں کو جو چیز پسند ہو وہ درخواست بنام میرزا فدا حسین مہتمم کارخانہ دبدبہ حیدری آگرہ کٹرہ حاجی حسن میں بھیجکر طلب فرمائیں خریداران ذی ہمت و باوقار سے التماس ہے کہ اپنے شہر کے شعرا و شائقین سخن فہموں کی فہرست مع پتہ ونشان صاف خریداری کی فرمائیں اور جن حضرات نے اپنی قدردانی سے اس گلدستہ کی خریداری منظور فرمائی ہے وہ براہ عنایت ایک سال کی پیشگی قیمت سے امداد فرمائیں ۔

نقشہ قیمت دامن بہار	قسم خریدار	نرخ قیمت	مدت
	امرا و نواب و روسا و راجگان سے پیشگی ۔	[illegible]	ایکسال
	عام خریداران سے مع محصول ڈاک پیشگی ۔	[illegible]	ایضاً

مطبع دبدبہ حیدری آگرہ میں میرزا نثار حسین مالک کے اہتمام سے چھپا

دفعہ ۱ - دامنِ بہار مہینے مین ایک بار چھپکر تیار ہوتا ہے قیمت پیشگی عام سے ۱۲؎ رؤسا و امرا سے
والیان ملک سے عہ ۵ رسالانہ مالعدالمضاعف نمونہ کا پرچہ ۳؎ قیمت پیشگی آنے پر بھیجا جائیگا
دفعہ ۲ - اشتہار بحساب فی سطر ۲؎ طبع ہونگے - سالانہ چھپوانیوالوں کے لئے خط و کتابت سے فیصلہ ہو سکتا
دفعہ ۳ - کلام شعرا کا انتخاب ہوکر درج ہوگا -
دفعہ ۴ - کلام فرمایشی بلا انتخاب فی شعر ۲؎ لینے پر درج ہوگا -
دفعہ ۵ - خط و کتابت بنام میرزا فدا حسین مہتمم کارخانہ مطبع دبدبۂ حیدری آگرہ ہونا چاہئے
ہر تحریر جوابی کے لئے ٹکٹ یا پوسکارڈ آنا چاہئے ورنہ جواب قلم انداز ہوگا -

پرچہ پہونچتے ہی اس طرح مین غزلین آنا چاہئین -
یکم اگست سنہ ۱۹۰۳ء (اونکا اک بوسہ دینے پہ بگڑنا دیکھو) تماشا - چرچا - قافیہ - دیکھو ردیف -
یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء (خنجر یار شہید ونکا گریبان ٹھہرا) عریان - احسان - قافیہ - ٹھہرا ردیف
یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء (داغ کیا کیا نہین دیتا ہے کامل مجھکو) بسمل - حاصل قافیہ - مجھکو ردیف

التماس - جن حضرات کو اپنی تصنیف کی ہوئی کتابین یا چھاپی ہوئی فروخت کرنی منظور ہون وہ صاحب کتابونکو ہمارے پاس روانہ فرمائین جنکی کمیشن بحساب فی سیکڑہ پچیس روپیہ ہوگی بشرطیکہ کتاب کی قیمت ایکروپیہ سے زیادہ ہو - اور اگر ایک روپیہ یا اس سے کم ہوگی تو بذریعہ خط و کتابت کے کمیشن طے ہوجائیگی - ہر سہ ماہی کے بعد حساب مالکان کتب کو فروختگی و مابقی کتابون کا مع قیمت روانہ ہوتا رہیگا - مالکان ہر کتاب کی قیمت سے مطلع فرمائین اور کتابین بنام میرزا فدا حسین مہتمم کارخانہ دبدبۂ حیدری آگرہ روانہ فرمائین ◆

التماس ضروری - جو صاحب جو چیز مندرجہ فہرست طلب فرمائین اپنا نام نامی اور مقام جہان وہ شے منگانی منظور ہون بنہایت صاف تحریر فرمائین کہ کسیطرح کی دقت نہ واقع ہو اور چونکہ محصول ریل کم ہے لہذا اسٹیشن کا نام صاف تحریر فرمائین جن حضرات کی خدمت مین دامن بہار روانہ کیا جاتا ہے براہ عنایت قیمت سالانہ پیشگی سے فوراً کارخانہ کی مدد فرمائین اور اپنے احباب کو بھی خریداری کی ترغیب دلائین درخواست

وہ یاس مین امید بہی کچہہ کچہ ملی ہوئی
پوچہو ہمارے دل سے مزا انتظار کا

(ہمارے) چوان پرچہ گلدستہ دامن بہار کا چہپ چکا اسمین شک نہین کہ ہمارے خوش معاملہ خریداران گلدستہ دامن بہار پیشگی زر سالانہ سے اعانت نہ فرماتے رہتے تو مطبع کا کام نہ چلتا یہہ اونہین صاحبون کا طفیل ہے بہت کم ایسے حضرات ہین کہ جنہون نے باوجود تقاضا اب تک قیمت ادا نہین کی یہ ظاہر ہے کہ اپنی رقم کے لئے عرض کرینگے سوا اور کیا کارروائی ہوسکتی ہے اخیر نتیجہ یہ کہ پرچہ کی روانگی موقوف ہوگی مگر اونکے واسطے دنیا کی شرم اور ابرو کا خیال بہی کوئی چیز ہے

یان لب پہ لاکہ لاکہ سخن اضطراب مین وان اک خاموشی ترے سب کے جواب مین

نیازمند ۔ میرزا فدا حسین مہتمم کارخانہ مطبع دبدبہ حیدری آگرہ

مصرعہ طرح دامنِ بہار

(سرخی آنکہون مین چہا رہی ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نتیجۂ طبع جناب میرزا آغا حسین صاحب مرحوم اکبرآبادی

(کیا) بہت غم سے جتا رہی ہے — وحشت صحرا دکہا رہی ہے
مجنون کا جگر جلا رہی ہے — بلبل کیا گل کہلا رہی ہے
یوسف کا پتا لگا رہی ہے — خوشبو کنعان مین آ رہی ہے
شیرین کیا رنگ لا رہی ہے — عاشق کا لہو بہا رہی ہے
اس شوخ کو دیکہ دل نزار — کس مین صاحب وفا رہی ہے
تازہ فیض ہے جہان مین — جسکی شہرت سدا رہی ہے
دائن ہے پری وشونکی فرقت — دل کہا کے کلیجہ کہا رہی ہے
جان نذر ہوئی پری رخونکی — مٹی کو ہوا اوڑا رہی ہے
چاہت کی کشش نے تو ڈبو دی — یوسف کو کوئین جہکا رہی ہے
دل مین جو بسے ہوے ہین گرد — سرخی انکہون مین چہا رہی ہے
گہستا ہون جبین کو پائے بت سے — تقدیر لکہا مٹا رہی ہے
ہنستے ہوے دیکہکر گلون کو — شبنم آنسو بہا رہی ہے
اندہیر کا آج سامنا ہے — سرمہ وہ پری لگا رہی ہے

کیون جان نہین نکلتی آغا	کیسے صدمے اوٹھا رہی ہے

ایضاً

آنکھون پہ وہ زلف آرہی ہے	کالی جادو جگا رہی ہے
زنجیر جو کھڑکھڑا رہی ہے	وحشت کیا غل مچا رہی ہے
لیلی خاک اوڑا رہی ہے	مجنون کو ہوا بتا رہی ہے
زلفین وہ پری ہلا رہی ہے	دیوانون کی شامت آرہی ہے
پامال خرام ہوچکے دفن	لینے کو لبس اب حنا رہی ہے
ہین چال سے اونکی زندہ درگور	مردون پہ قیامت آرہی ہے
دل نے اُلفت سی زک اوٹھائی	آنکھون دیکھا رولا رہی ہے
گویا ہونے دے بے زبانی	کیون صبر اگلا دبا رہی ہے
آغا صاحب گلی مین اونکی	اک حور تمہین بلا رہی ہے

شفق - جناب مولوی سید حسن مرتضیٰ صاحب عماد پور ضلع گیا

رخ اوسکا حیا چھپا رہی ہے	شوخی پردہ ہٹا رہی ہے
صورت تری یاد آرہی ہے	کیا کیا جلوے دکھا رہی ہے
نشہ کی ترنگ آرہی ہے	سُرخی آنکھونمین چھا رہی ہے
تلوونسے جو مل رہا ہے وہ شوخ	رنگ اپنا حنا جما رہی ہے
غنچون کے ہنسی خوشی کے دن ہین	گلشن مین بہار آرہی ہے
پہولی ہے کلی خوشی کے مارے	جامہ مین نہین سما رہی ہے

قطعہ

ہے میکشو رحمت الٰہی	بدلی جو فلک پہ چھا رہی ہے
ہر قطرہ مے سے ابر ہو کر	برسات مزے دکھا رہی ہے
کہنا وہ وصل مین کسیکا	چھیڑو نہین نیند آرہی ہے
کرتی ہے صبا جو عطر بیزی	پہولون سے چمن بسا رہی ہے
چبہتے جاتے ہین خار صحرا	وحشت تلوے دبا رہی ہے
کرتی ہے صبا جو آبیاری	غنچونکا منھ دھلا رہی ہے
افتادگی میری صورت اشک	مٹی مین مجھے ملا رہی ہے
دانتونکی ترے چمک ہنسی مین	بجلی کی تڑپ دکھا رہی ہے
پھیلاتی ہے جال زلف جانان	عشاق کے دل پھنسا رہی ہے
ہے دست قضا مین جان عاشق	دل اوسکی ادا لبھا رہی ہے
چال اوسکی اوٹھا رہی ہے فتنے	ہر گام پہ حشر ڈھا رہی ہے
ہے رنگ پر آ شفق طبیعت	تازہ یہ گل کھلا رہی ہے

نیرنگ - جناب ایزد بخش صاحب نیرنگ -

شوخی جلوہ دکھا رہی ہے	جوبن اونکا اوڑا رہی ہے
دوری اونکی ستا رہی ہے	لب پہ یہ جان آرہی ہے
جوہر اپنا ادا دکھا کر	سر پہ خنجر چلا رہی ہے
چشم مخمور اب کسیکی	لطف صہبا دکھا رہی ہے
سُرخی ہونٹونپہ پانکی اب	خون عاشق بہا رہی ہے
کوئی تھمتی ہنسی ہے اونکی	شوخی اب گدگدا رہی ہے
سیری سیت پہ آکے مجھے	کیسی یہ نیند آرہی ہے
کیا نظارہ مہر وش کا	بجلی آنکھین لڑا رہی ہے
یاد چاہ ذقن کسیکی	کنوئین مجھکو جھنکا رہی ہے
وقت رخصت یہہ ناتوانی	دامن اونکا چھوڑا رہی ہے

دشمنی کسطرح وصل پر ہون	شرم اونکو سکہا رہی ہے
یاد کرنے کیا ہے مجہکو	ہچکی پہ ہچکی آ رہی ہے
بوسہ ابرو کا کسطرح لیون	موت خنجر دکہا رہی ہے
رات جاگے کہین ہو بیشک	سرخی آنکہون مین چہا رہی ہے
دونکا کہنا یہہ وصل مین ہائے	اب بہی حسرت بتا رہی ہے
لب دندان چمک چمک کر	شان گوہر گہٹا رہی ہے
ڈرتا ہون جانکو اجل کی	وہ بہی مجہسے جدا رہی ہے
صدمہ فرقت کا کیون نہ دیکہون	اپنی قسمت دکہا رہی ہے
تاج بیرنگ مرگیا ہے	دیکہو وہ لاش جا رہی ہے

ثاقب ۔ جناب بسیشر پرشاد صاحب رامپوری ۔

سودائی زلف کو تمہارے	وحشت در در پہرا رہی ہے
بیدارئے شب تو خود ہے ثابت	سرخی آنکہون مین چہا رہی ہے
کہنا یہہ کسی کا وصل کی شب	اب رات بتاؤ کیا رہی ہے

اعلیٰ ۔ جناب قاضی محمد علی صاحب از منگلور ضلع سہارنپور

شور بلبل مچا رہی ہے	کان اوس گل کے کہا رہی ہے
یاد زلف دوتا رہی ہے	سر پہ کالی بلا رہی ہے
شوخیان دیکہو دخت رز کی	شیخ جی کو لبہا رہی ہے
آئی اوس شکل پر طبیعت	اپنا نقشہ جما رہی ہے
میری میت پہ اب تو آؤ	حسرت آنکہین بچہا رہی ہے

قطعہ

مدتون کعبہ مین خدا سے	چہیڑ بیشش خدا رہی ہے

اب نہ بت ہین نہ گہر خدا کا	محویت ایسی چہا رہی ہے
روکے رکہو ذرا صبا کو	آگ گہر گہر لگا رہی ہے
رنگ لایا ہے خون عاشق	سرخی آنکہون مین چہا رہی ہے
اک جہری ہے تری محبت	نقش ہستی مٹا رہی ہے
جب نہ تہا غیر بات تہی تب	اب کہین آپ کیا رہی ہے
گور کیون لیتی ہے بغل مین	مجہسے کب آشنا رہی ہے
دل مین ہے شوق گو قاتل	موت آعلیٰ کی آ رہی ہے

ایضاً

بیوفائی لبہا رہی ہے	شرم دونی لگا رہی ہے
آنکہہ دریا بہا رہی ہے	بجہو طوفان اوٹہا رہی ہے
صورت اوس بت کی مجہکو ہر دم	قدرت حق دکہا رہی ہے
غیر کے گہر سے مجہے بلایا	اب کسیکی حیا رہی ہے
اب کہان رکتی ہے طبیعت	ایک مدت سے آ رہی ہے
یاد ہوے گہر عدم کا	سیدہا رستہ بتا رہی ہے
دل لیا طرز سادگی نے	ابہی بانکی ادا رہی ہے
سرد مہری غضب تمہاری	آگ دل مین لگا رہی ہے
ناتوانی نے یہان گرایا	وہان نزاکت اٹہا رہی ہے
بحر ہے تنگ اس غزل کی	بہر مین موج آ رہی ہے

برشتہ ۔ جناب سید مہدی حسن صاحب سلمہ نہوری

جان جسپر فدا رہی ہے	اوسکو فکر جفا رہی ہے
حضرت دل اور الفت زلف	کیسی وحشت سما رہی ہے

حسرت دید شعلہ رو گیا — آگ دل مین لگا رہی ہے
کار دنیا سے گر چھٹے ہین — فکر زر در جنا رہی ہے
خوف دوزخ نہ خواہش خلد — وہ گلی دلکو بہا رہی ہے
کوے دلدار کیطرف آنکھہ — شکل قبلہ نما رہی ہے
شوق نظارہ حسرت وصل — دل مین کیا کیا سما رہی ہے
دل چرانے کے ڈہنگ آنکھو — چشم پرفن سکہا رہی ہے
ہر روش پر صبا رشتہ — باغ مین گل کہلا رہی ہے

رمز - جناب محمد ابراہیم خانصاحب رمز -

شوخی بھی حیا جتا رہی ہے — چلمن سے نظر لڑا رہی ہے
فتنے وہ ادا اوٹھا رہی ہے — جادو وہ نظر جگا رہی ہے
اوس غنچہ دہن کے لب کی مستی — گلزار مین گل کہلا رہی ہے
اوس کوچہ مین قتل عام ہوگا — رنگ اپنا حنا جما رہی ہے
نالون سے قفس مین بلبل زار — صیاد کا دل اوڑا رہی ہے
آتی ہے جو اپنا گہر سمجھکر — اُمید بھی دل مین کیا رہی ہے
ہان اونکو طلب نہین ذرا بھی — یان درد سے جان جا رہی ہے
چلمن سے بھی دیکھتے نہین وہ — پردے مین حیا جتا رہی ہے
اب دل مین ہے شکل یاس حسرت — اُمید وصال آ رہی ہے

قطعہ

بلبل کے چمن مین چہچہے ہین — قمری بھی صدا سنا رہی ہے
غنچون نے بھی سرخ لب کہلے ہین — سوسن بھی دہڑی جما رہی ہے
اوس بت کی سہن کی رمز الفت — مستی کو مری مٹا رہی ہے

غزلیات بقیہ گذشتہ.

نیرنگ - جناب ایزد بخش صاحب نیرنگ

او شہادستہ وقت یہ نام ہو گئے — ابھی سے وصل پر یہ دل کی جستجو کیا ہے
پڑا ہون در پہ ترے کب سے دیکھ ظالم — کبھی تو پوچھ خدا را کہ آرزو کیا ہے
جو میری لاش کو کرتا ہی آہ تو یا مل — یہ بعد قتل ستم مجہہ پہ جنگجو کیا ہے
تمہاری عزت پا کو ہی پیر تر دہم — کہو تو یار وہ بھی ایسی جستجو کیا ہے
تشی روش سے جو کہتے ہو تم چلو جھچو — تمہارا غنچہ دہن طرز گفتگو کیا ہے
تمہاری تیغ کا ڈورا ہی پہ رہا ہو اگر — تمہارے زخم کو پہر حاجت رفو کیا ہے
نہ یہ غرض کہا اب میر لعنت نا فہم — خموش بہر خدا ہو یہ گفتگو کیا ہے
لگا مزار پہ ٹہوکر فاتحہ نہ سہی — کہ بعد مرگ مری اور آرزو کیا ہے
ہر ایک بات پہ دیتی ہو گالیان ہمکو — زبان کو ذرا سنبہالو یہ گفتگو کیا ہے
نہ دو چلمن چشم حقارت سے کیسے الجہکے — کہ آگے شہ کے فقیر ذکی آبرو کیا ہے
خجل ہے رخ سے گل تر تو زلف سے سنبل — تمہارے آگے بہلا اونکا رنگ بو کیا ہے
حضور انکو تو مجھ سے صفا کر لیجے — نہین جواب تو موتی کی آبرو کیا ہے
وہ غصے کی تیغ مین اس کشتے پہ دل و جان — تمہاری حضرت نیرنگ آرزو کیا ہے

صہبا - جناب علی حسین صاحب صہبا۔

بتا کون ان آنکھون کو جستجو کیا ہے — یہ کس سے پوچھون کہ اس دل کی آرزو کیا ہے
دہن کے بوسہ کی اوس بت سے گفتگو کیا ہے — جو چیز مل نہ سکے اوسکی جستجو کیا ہے
کدہر خیال ہے اے جذب دل ابھی — وہ کہہ رہے ہین سر دل کی آرزو کیا ہے
ملے نہ کعبہ ابرو تو کیا نماز پڑہین — جو آب تیغ نہ ہاتھ آئے تو وضو کیا ہے
مدام تیغ ہی تو تیری مجھسے کہتی ہے — کشیدہ ایک نقط تو ہے جنگجو کیا ہے

یہ ہم بھی کہتے ہیں تم نے ہم سے بڑے جفا
تم ایسے اچھے ہی جلوؤں کی گفتگو کیا ہے

ہمارے جان پہ تھم تھم کے چل رہی ہیں چھریاں
ستم شعار ترے ستم میں یہ خو کیا ہے

اسی کو شک ہے ہمیں سے کام ہیں ذرات
ہمارے چشم کو داب بس ابرو کیا ہے

وہ مست حسن ہوں میں بنت رز سے بحث ہو
پھر اوس صہبا کے دل کی آرزو کیا ہے

شفق - جناب مولوی سید مہدی حسن مرتضی صاحب -

شب وصل تم حسرت کیسی دل کی کیا نکلے
مزا جب وصل کا نکلے کہ خلوت سے حیا نکلے

دل دیوانہ زندانخانہ کاکل سے کیا نکلے
پھنسا خود دام میں جا کر تو اب اسکی بلا نکلے

کف رنگین جاناں سے یقیں ہے دل مرا نکلے
کھلے مٹھی تو چوری تیری اے دزد حنا نکلے

اگر در پردہ آنکھوں سے دل عاشق میں آ نکلے
تو اوس پردہ نشین سے بھی یہ ارمان نا نکلے

یہ کہا ہر بار کہا کر ہنس کے کس طرح سے سیدھے
کبھی ہو کر دست شانہ سے خم زلف دوتا نکلے

تصور جو کھینچے سہی پنہی تو سمجھیں جو
کبھی آنکھوں سے آنکھیں کبھی دل میں جا نکلے

شب وصلت جو چھیڑیں جو گل سو ناک ہو گی
پسینہ گل رخسار کے بوئے وفا نکلے

مائل - جناب محمد احسان الحق صاحب بہار پوری

کردیا غم فرقت نے یہ لاغر مجھکو
ڈھونڈتی ہے اجل اگر بستر مجھکو

جرم عصیاں سے بچوں کس طرح الٰہی کر
کردیا تیری شفاعت نے تو خود سر مجھکو

گر بلندی پہ ہی پہونچا تو یہ سر کی ہے
حمد احمد جو پڑھوں چاہئے منبر مجھکو

راہ گم کردہ شرب ہوں بہت ہے
یا رسول اللہ بتا در کا ہے رہبر مجھکو

تجھ میں آپکے دم ہو تو شہا پھر جھانا
شربت وصل پلا دو مرے سرور مجھکو

ہو شفاعت کا مجھے ہی وسیلہ کافی
کاش حضرت کی غلامی ہو میسر مجھکو

گو گنہگار ہوں پر نعت نبی لکھتا ہوں
دینگے جنت میں جگہ شافع محشر مجھکو

دل میں ارمان یہ رہا آنکھوں کو حسرت یہ رہی
خواب میں بھی نہ دکھایا رخ انور مجھکو

دیکھو دولت دیدار بھی حاصل ہو گی
کھینچ لے تو جو چلا ہے دل مضطر مجھکو

میں تو اسکو بھی زر و سیم سے بہتر سمجھوں
ہو اگر خاک در پاک میسر مجھکو

پھر تو جنت کی بھی پروا نہ کبھی مائل ہو
ہو نصیب آپکے قدموں میں اگر گھر مجھکو

ہوش - جناب منشی قلندر حسین تخلص ہوش -

نظر کس چشم فتاں کی لڑی ہے
کہ نرگس باغ میں حیران کھڑی ہے

صنم کس لب پہ مسی کی دھڑی ہے
گل سوسن خجالت سے گڑی ہے

ہمارے عشق کا چرچا ہے ہر جا
تمہارے حسن کی شہرت بڑی ہے

فدا کر دیتے ہیں ہم جان تم پر
تمہیں اک بات پر حجت پڑی ہے

لیا ہے کس نے بوسہ دخت رز کا
نشانی ساغر مے پر پڑی ہے

مسی مالیدہ میں دندان نمایاں
کنی ہیرے کی نیلم میں جڑی ہے

اٹھائی ہم نے آفت کس قدر کی
مصیبت پر مصیبت آ پڑی ہے

ترستے ہی رہو ہوش انکے گھر پر
وہ کب پوچھینگے انکو کیا پڑی ہے

آغا - جناب میرزا آغا حسین صاحب مرحوم اکبرآبادی

چال انکی نہیں ہے آفت ہے
عاشقوں کے لئے قیامت ہے

انکو غیروں سے ہے عیش عشرت ہے
درد و غم سے ہمیں اذیت ہے

ہم نہ زلفوں کے پیچ میں آتے
کیا کریں یہ بھی اپنی شامت ہے

عشق کا گھر خدا خراب کرے
یہی خانہ خراب آفت ہے

اے اجل اک گھڑی تامل کر
دید قاتل کی مجھکو حسرت ہے

درد سر انکو بوئے گل سے ہوا
اللہ اللہ کیا نزاکت ہے

اک نظر دیکھنا بھی اوس رخ کو
عین قرآن کی تلاوت ہے

حشر کا خوف کیوں ہے اے آغا
اپنا حامی شہ ولایت ہے

گل و لالہ و یاسمن دیکھتے ہیں
چمن میں بہار چمن دیکھتے ہیں

کیا قید ہے جنکو آزاد تم نے
وہ حسرت سے طوق و رسن دیکھتے ہیں

ابھی صاف سینہ ہی کچھ بھی نہیں ہے
وہ تن تنگ کیونکر اپنا تن دیکھتے ہیں

ایضاً

تلملے پہونچے نہ کوئی قاتل میں
رہ گئے دل کے حوصلے دل میں

ابھی منہ موڑ کر نجا قاتل
جان باقی ہے تیر بسمل میں

ہو گئی طے کسطرح عدم کی راہ
لاکھ کھٹکے ہیں پہلی منزل میں

تم دکھاؤ جو چہرۂ روشن
نقص پیدا ہو ماہ کامل میں

ہم تو زلفوں کے پیچ سے نکلے
قیس جکڑا گیا سلاسل میں

جز خدا غیر کا بھروسا کیا
کون کام آئے کسکی مشکل میں

اوسکا جلوہ ہر ایک شی میں ہے
آب و آتش میں باد میں گل میں

دن کو مہ شب کو مہر رو دیکھو
کون ٹھہرے آکے مقابل میں

وصل ہوگا کہ ہو وصال مرا
سچ بتا کچھ بھی ہے ترے دل میں

چھیڑتے کس لئے ہو آغا کو
وہ نجائیگا اونکی محفل میں

ایضاً

تامل ہے نقد سخن دیکھتے ہیں
جو کھوٹے کھرے کا چلن دیکھتے ہیں

قطعہ

کرین بود نابود کسطرح ثابت
تعجب ہے اہل سخن دیکھتے ہیں

نہ اسکا پتہ ہے نہ اوسکا نشان ہے
کمر دیکھتے ہیں دہن دیکھتے ہیں

رخ صاف میں عکس ہے خال لب کا
حلب میں سہیل یمن دیکھتے ہیں

اکڑتے ہیں کیا کیا براتے ہیں کیا کیا
وہ آئینہ میں بانکپن دیکھتے ہیں

یہ سودا ہے تازہ کہ ہم جا کے گلشن
کلیجہ میں داغ کہن دیکھتے ہیں

دکھاتے ہیں جو منھ ہمیں دو زلف شبگون
یمن میں سواد ختن دیکھتے ہیں

پس از قتل کچھ رحم آیا ہی اونکو
شہیدونکی خاطر کفن دیکھتے ہیں

فلک کسپہ ٹوٹا مٹا دیگے کسکو
زمین کسلئے گورکن دیکھتے ہیں

ہمیں وحشت دل بھگاتی ہی کوسون
اگر خواب میں بھی وطن دیکھتے ہیں

اودھجتا ہے پریون سے دن رات جاگ
ہم آغا کا دیوانہ پن دیکھتے ہیں

التماس ضروری

ہمارے شعراء نازک خیال کو واضح ہو کہ غزل بہت دیر میں آتی ہیں باوجودیکہ یہ صاف تحریر ہے کہ غزلیں جلد آنی چاہئیں تاکہ گلدستہ وقت پہ نکلے اور اگر غزل کے آنے میں دیر ہوئی تو درج ہونے سے رہجاویگی کوئی صاحب پھر شاکی نہوں اسواسطے دست بستہ عرض کیا کہ پھر کسی صاحب کو شکایت کا موقع نہ ملے۔ زیادہ حد ادب۔

المشتہر میرزا فدا حسین مہتمم مطبع دبدبۂ حیدری آگرہ۔